عورتوں کو کتابت سکھانے کی ممانعت کا مسئلہ: حدیث "لاتعلموهن الكتابة" کا مطالعہ

Issue of Prohibition of Teaching Women to Write: A Study of *Ḥadīth* "لاتعلموهن الكتابة"

*Dr. Javed Khan
**Dr. Muhammad Mushtaq Ahmed

Abstract

Islam is alleged of forbidding women from learning to write. It is said that a *Ḥadīth* from *'A'isha* says: "Don't teach women to write." This article explores the authenticity and correct context of the mentioned *Ḥadīth*. The gist of this article is that the *ḥadīth* referred is not worthy of argument regarding the under discussion issue. All the *Muḥaddithīn* except Imam *Ḥākim* agree that this narration is invalid, and Imam *Ibn Jawzī* has expressed surprise about the negligence of Imam *Ḥākim* in this regard. Moreover, there are separate *ḥadīths* on the justification of women learning to write, one of which is narrated from *'A'isha*, who is also the narrator of the under discussion *ḥadīth*. Imam *Balādharī* has mentioned from his chain of transmission, the names of five early Muslim women who knew how to write. Many great *Muḥaddithīn* and jurists have also explained the legitimacy of teaching women to write.

Keywords: Writing, woman, *Ḥadīth*, analysis

خواتین کے خط کتابت سیکھنے سے متعلق دینِ اسلام پر یہ شبہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس نے خواتین کے ساتھ متعصبانہ اور غیر منصفانہ سلوک روا رکھا ہے، اور ان کو لکھنا سکھانے سے منع کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **لاتعلموهن الكتابة**۔ " عورتوں کو لکھنا مت

---

* Dr. Javed Khan, Lecturer in Islamic and Arabic Studies, University of Swat.

** Dr. Muhammad Mushtaq Ahmed, Assistant Professor of Islamic and Arabic Studies, University of Swat.

سکھاؤ۔"اس مضمون میں اس امر کا تحقیقی مطالعہ مطلوب ہے کہ قرآن و حدیث وغیرہ نصوص سے مذکورہ دعوے اور اعتراض کی حقیقت کیا سامنے آتی ہے؟اور ذکر کردہ روایت کی استنادی حیثیت اور صحیح تناظر کیا ہے؟

زیرِ نظر روایت اور اس کے طرق

بحث کے آغاز میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کو خط کتابت سکھانے کی ممانعت سے متعلق روایت اور اس کے مختلف طرق ذکر کر دیے جائیں۔ یہ روایت امام طبرانیؒ (م: 360ھ) نے المعجم الاوسط میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کی ہے۔ **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُبْنُ عَبْدِاللّٰہِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ:ثَنَا مُحَمَّدُبْنُ إِبْرَاهِيمَ الشَّامِيُّ قَالَ:ناشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ،عَنْ هِشَامَ بْنِ عُرْوَةَ،عَنْ أَبِيهِ،عَنْ عَائِشَةَ،قَالَتْ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تُنْزِلُوهُنَّ الْغُرَفَ،وَلَا تُعَلِّمُوهُنَّ الْكِتَابَةَ، وَعَلِّمُوهُنَّ الْمِغْزَلَ،وَسُورَةَ النُّورِ۔**[1]"ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ روایت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خواتین کو بالاخانوں میں مت ٹھراؤاور ان کو کتابت یعنی لکھائی مت سکھاؤ، انھیں سوت کاتنا اور سورۃ نور سکھادو۔" امام ابن عدیؒ (م: 365ھ) نے "الکامل" میں اس حدیث کو ابن عباسؓ کے روایت کے ساتھ یوں ذکر کیا ہے: **حَدَّثَنَاجعفربن سهل،حَدَّثَناجعفربن نصر،حَدَّثَناحفص،حَدَّثَنالَيْثٌ عَنْ مُجَاهِدٍ،عِنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وسَلَّم قَالَ:لاتُعَلِّمُوانِسَاءَكُم الْكِتَابَةَ،ولاَ تُسْكِنُوهُنَّ الْعَلالِيَ**"[2]"حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنی عورتوں کو لکھائی مت سکھاؤاور ان کو بالاخانوں میں مت ٹھراؤ۔"

امام طبرانیؒ (م: 360ھ) اس روایت سے متعلق فرماتے ہیں: **لَمْ يَرْوِهَذَاالْحَدِيثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ إِلَّاشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ،تَفَرَّدَبِهِ مُحَمَّدُبْنُ إِبْرَاهِيمَ۔**[3]"اس روایت کو ہشام بن عروہ سے شعیب بن اسحاق نے اکیلے نقل کیا ہے،اور پھر ان سے محمد بن ابراہیم شامی اس کے نقل کرنے میں متفرد ہیں۔"

امام حاکمؒ (م: 405ھ) نے المستدرک علی الصحیحین میں اس حدیث کو،امام طبرانیؒ کے ذکر کردہ الفاظِ روایت کے ساتھ اس سند سے ذکر کیا ہے: **حَدَّثَنَا أَبُوعَلِيٍّ الْحَافِظُ،أَنْبَأَ مُحَمَّدُبْنُ مُحَمَّدِبْنِ سُلَيْمَانَ،ثناعَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ الضَّحَّاكِ،ثناشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ،عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،عَنْ أَبِيهِ،عَنْ عَائِشَةَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا**[4]

امام حاکمؒ نے اس روایت کو صحیح فرمایا ہے،اور امام بخاری اور امام مسلم کے متعلق فرمایا ہے کہ انھوں نے اس حدیث کو صحت سند کے باوجود ذکر نہیں کیا ہے۔ان کے مطابق: **هَذَاحَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِوَلَمْ يُخْرِجَاه**[5]

---

[1] ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، المعجم الاوسط (قاہرہ: دار الحرمین، س ن)، 6: 34۔

[2] ابواحمد بن عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1418ھ)، 2: 395۔

[3] طبرانی، المعجم الاوسط، 6: 34۔

[4] ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیسابوری، المستدرک علی الصحیحین (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1411ھ)، 2: 430۔

[5] نیسابوری، المستدرک، 2: 430۔

ان کے بعد یہ روایت امام بیہقیؒ (م: 458ھ) نے شعب الایمان میں انھی الفاظ اور اسی سند سے بیان کی ہے، جن الفاظ اور جس سند سے یہ روایت امام حاکمؒ نے نقل کی ہے، البتہ اس کے بعد اس روایت کی ایک دوسری سند بھی بیان کر کے اس کی نکیر فرمائی ہے کہ: وَهَذَا بِهَذَا الْإِسْنَادِ مُنْكَرٌ۔[6] خطیب بغدادیؒ (م: 463ھ) اس روایت کو اس سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں: **أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ النَّرْسِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ يَزِيدَ أَبُو زَكَرِيَّا الدَّقَّاقُ بِسُوقِ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الشَّامِيُّ بِعَبَّادَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ الدِّمَشْقِيُّ، عَنْهُ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ...**[7]

اصحاب الجرح والتعدیل کے ہاں مذکورہ حدیث کے رواۃ کا مقام

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا امام حاکمؒ نے اس حدیث کی صحت کا اقرار کیا، اور حضرات شیخینؒ پر اس کو روایت نہ کرنے کے سبب نکیر کی ہے۔ یہی وہ قوی سبب ہے، جو اس حدیث کی قوت اور تاثیر میں اضافہ کرتا ہے اور اس شبہے کو مزید تقویت حاصل ہوتی ہے کہ پیغمبرِ اسلام سے مروی صحیح حدیث میں عورتوں کو خط کتابت سکھانے کی ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ پہلے اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ یہ حدیث واقعی وہ قوت رکھتی ہے، جو امام حاکم کی سپورٹ سے بظاہر معلوم ہوتی ہے۔ یا محدثین اور اصحاب الجرح والتعدیل کی اس بارے مختلف آرا ہیں؟

حدیث کی مذکورہ مختلف روایات سے واضح ہے کہ اس کے ضمن میں امام طبرانیؒ اور خطیب بغدادیؒ کا دار ومدار محمد بن ابراہیم شامی پر، امام حاکمؒ اور امام بیہقیؒ کا عبد الوہاب بن ضحاک پر اور امام ابن عدیؒ کا جعفر بن نصر پر ہے۔ چنانچہ اصحاب الجرح والتعدیل کے ہاں محمد بن ابراہیم شامی، عبدالوہاب بن ضحاک، جعفر بن نصر کی حیثیت بیان کی جاتی ہے:

محمد بن ابراہیم شامی: امام ابن حبانؒ (جو مشہور محدث، جرح وتعدیل کے ماہر، امام نسائی کے شاگرد، ابن منذہ اور حاکم کے استاذ، الثقات اور المجروحین کے مؤلف ہیں) نے محمد بن ابراہیم شامی کی طرف وضعِ احادیث یعنی اپنی طرف سے احادیث گھڑنے اور من گھڑت احادیث بیان کرنے کی نسبت کی ہے۔[8] امام دار قطنیؒ (امام، امیر المؤمنین فی الحدیث، 306ھ کو دار قطن بغداد میں پیدا ہوے، اسماء الرجال اور احوال الرواۃ میں امام الوقت تھے، الضعفاء والمتر کون، المؤتلف والمختلف فی اسماء الرجال، السنن وغیرہ جیسی گراں قدر کتابوں کے مؤلف تھے 385ھ میں وفات ہوئی۔[9]) نے اسے کذاب یعنی

---

[6] اِحمد بن الحسین بن علی الخراسانی البیہقی، شعب الایمان (ریاض: مکتبہ الرشد للنشر والتوزیع 2003ء)، 4: 90، رقم الحدیث: 2227۔

[7] ابو بکر خطیب بغدادی، تاریخ بغداد (بیروت: دار الغرب الاسلامی، 2002ء)، 16: 328۔

[8] محمد بن حبان التمیمی الدارمی، المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین (حلب: دار الوعی، 1396ھ)، 2: 301۔

[9] اِبو الحسن علی بن عمر بغدادی الدار قطنی، العلل الواردۃ فی الأحادیث النبویہ (ریاض: دار طیبہ، 1405ھ)، 1: 20۔

جھوٹا کہا ہے۔[10] امام ابن عدیؒ (امام، حافظ ابو احمد عبداللہ بن عدی جرجانیؒ، چوتھی صدی ہجری کے بڑے ائمہ میں سے جرح و تعدیل کے بڑے امام تھے۔) فرماتے ہیں کہ ان کی روایات عام طور پر غیر محفوظ ہیں۔[11]

عبد الوہاب بن ضحاک: امام ذہبیؒ (جو تراجم وطبقات، جرح و تعدیل کے ماہر مانے جاتے ہیں میزان الاعتدال، سیر اعلام النبلاء، تذکرۃ الحفاظ اور تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام جیسے کتابوں کے مؤلف ہیں) نے عبد الوہاب بن ضحاک کو متہم کہا ہے۔[12] حافظ ابن حجرؒ (مشہور محدث، حافظ الحدیث ہیں۔ فتح الباری، لسان المیزان، تقریب التہذیب جیسے کتابوں کے مؤلف ہیں) انھوں نے عبد الوہاب بن ضحاک کو متروک کہا ہے۔[13] امام شوکانیؒ (13ویں صدی ہجری کے بڑے متبحر عالم، فقیہ، محدث ہیں، نیل الاوطار، فتح القدیر، الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ جیسے بیسویوں کتب کے مؤلف ہیں) نے عبد الوہاب بن ضحاک کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ کی یہی رائے بطور تائید نقل کی ہے۔[14]

جعفر بن نصر: امام ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ جعفر ثقہ رواۃ کی طرف سے باطل احادیث بیان کرتا تھا۔ پھر اس کے ذکر کردہ چند باطل روایات کو ذکر کیا ہے۔ جن میں سے ایک روایت یہ بھی ہے۔[15] امام مقریزیؒ (م: 845ھ) نے "مختصر الکامل" میں فرمایا ہے کہ جعفر غیر معروف ہے، اور "الکامل" کی ذکر کردہ روایات کے علاوہ اس کی بعض دوسری روایات بھی ہیں۔ جو اس نے ثقات کی طرف سے وضع کی ہیں۔[16]

زیرِ نظر حدیث کی حیثیت

روایت کے راویوں کا مقام ظاہر ہونے جانے کے بعد، اس روایت سے متعلق محدثین کی آرا کو نقل کیا جاتا ہے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ ان کے ہاں اس حدیث کا مقام کیا ہے: امام ذہبیؒ نے المستدرک پر اپنی تعلیق میں امام حاکمؒ کے اس روایت کو صحیح الاسناد کہنے پر اپنا تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے: "**بل موضوع**" یعنی یہ روایت وضع کردہ ہے۔[17] امام ابن جوزیؒ (م: 597ھ) نے لکھا ہے کہ مذکورہ روایت کی صحت اس درجے کی نہیں، حالانکہ امام حاکمؒ نے یہ روایت اپنی

---

[10] اِبو الحسن علی بن عمر بغدادی الدار قطنی، الضعفاء الضعفاء والمتروکون (مدینہ منورہ: مجلّہ الجامعہ الاِسلامیہ، 1403ھ)، 2: 301۔

[11] عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال، 6: 271۔

[12] شمس الدین محمد بن اِحمد الذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1995ء)، 2: 49۔

[13] احمد بن علی ابن حجر عسقلانی، اتحاف المہرۃ بالفوائد المبتکرۃ من اطراف العشرہ (مدینہ منورہ: مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ، 1994ء)، 17: 344۔

[14] احمد بن علی بن محمد شوکانی، الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ (بیروت: لبنان دار الکتب العلمیہ، س ن)، 1: 126۔

[15] عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال، 2: 395۔

[16] امام احمد بن علی مقریزی، مختصر الکامل فی الضعفاء (قاہرہ، مکتبۃ السنہ، 1994ء)، 1: 224۔

[17] نیسابوری، المستدرک علی الصحیحین، 2: 430، رقم الحدیث: 3494۔

مرتب کردہ المستدرک للحاکم میں بیان کی ہے، حیرت ہے کہ ان پر ضعفِ حدیث کا یہ معاملہ کیسے خفیہ رہا۔[18] امام ہیثمیؒ (م: 807ھ) نے اس روایت کو ساقط الاعتبار کے قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اسے امام طبرانیؒ نے المعجم الاوسط میں نقل کیا ہے اور اس کی سند میں محمد بن ابراہیم شامی موجود ہے، جس کو امام دار قطنیؒ نے "کذاب" کہا ہے۔[19] حافظ ابن حجرؒ (م: 852ھ) فرماتے ہیں کہ امام حاکمؒ نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ (اس روایت کی سند میں) عبد الوہاب متروک ہے۔ محمد بن ابراہیم شامی از شعیب بن اسحاق نے عبد الوہاب کی متابعت کی ہے، لیکن امام ابن حبانؒ نے محمد بن ابراہیم شامی کی طرف وضع یعنی اپنی طرف سے احادیث گھڑنے، کی نسبت کی ہے چنانچہ فرمایا ہے: **قلت: بل عبدالوهاب متروك،وقدتابعه محمدبن إبراهيم الشامي،عن شعيب بن إسحاق وابن إبراهيم رماه ابن حبان بالوضع۔**[20] امام شوکانیؒ (1250ھ) لکھتے ہیں کہ یہ حدیث خطیب بغدادیؒ نے مرفوعا نقل کی ہے، لیکن اس کی سند میں محمد بن ابراہیم شامی موجود ہے جو کہ وضعِ حدیث کرتا تھا۔ امام حاکمؒ نے اس روایت کو دوسری سند سے نقل کیا ہے اورا سے صحیح الاسناد کہا ہے، لیکن حافظ ابن حجرؒ نے ان کا تعقب کرکے فرمایا ہے کہ اس کی سند میں عبد الوہاب بن ضحاک راوی متروک ہے۔ پھر آخر میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت امام ابن عدیؒ نے سیدنا ابن عباسؓ سے مرفوعا نقل کی ہے، لیکن اس کی سند میں جعفر بن نصر راوی پایا جاتا ہے، جو کہ ثقہ رواۃ کی طرف سے باطل اور بے بنیاد روایات بیان کرتا تھا: **وَرَوَى ابْنُ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مرفوعا...... وَفِي إِسْنَادِهِ جَعْفَرُبْنُ نَصْرٍ،يُحَدِّثُ عَنِ الثِّقَاتِ بِالْبَوَاطِيلِ**[21]

اس تمام بحث سے ثابت ہوا کہ ائمہ محدثین کی نظر میں یہ روایت نا قابل استدلال، نا قابل اعتبار اور موضوع ہے، لہٰذا اس روایت سے خواتین کو کتابت کی تعلیم دینے سے ممانعت کا استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔

خواتین کے کتابت سیکھنے کا جواز اور حدیثِ شفا

زیرِ بحث حدیث کے محل نظر ہونے کے مذکورہ دلائل کے ساتھ ساتھ، ایک نہایت اہم دلیل یہ بھی ہے کہ دیگر احادیث اور تعلیماتِ نبوی میں خواتین کو کتابت سکھانے کا جواز اور اس سے متعلق فرامین و ہدایات نہایت واضح ہیں۔ اس سلسلے میں حدیثِ شفا کو خصوصی اہمیت حاصل ہے: **عَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ لِي أَلَا تُعَلِّمِينَ هَذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ۔**[22] سیدہ شفاء بنت عبد اللہؓ روایت کرتی ہے کہ میں ام المؤمنین، سیدہ حفصہؓ کے پاس بیٹھی تھی کہ نبی کریم علیہ السلام تشریف لائے، آپ علیہ

---

[18] جمال الدین عبد الرحمٰن ابن الجوزی، الموضوعات (مدینہ منورہ: المکتبۃ السّلفیہ، 1966ء)، 2: 269۔

[19] نور الدین علی بن ابی بکر ھیثمی، مجمع الزوائد و منبع الفوائد (قاہرہ: مکتبۃ القدسی، 1944ء)، 4: 93، رقم الحدیث 6430۔

[20] عسقلانی، اتحاف المھرۃ بالفوائد المبتکرۃ من اطراف العشرہ، 17: 344۔

[21] شوکانی، الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، 1: 126۔

[22] ابو عبد اللہ احمد شیبانی، مسند الامام احمد بن حنبل (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 2001ء)، 45: 46، رقم الحدیث: 27095۔

السلام نے مجھ سے فرمایا: بھلا تم اسے "**رقية النمله**"[23] کیوں نہیں سکھاتی جیسا کہ تو نے اسے کتابت سکھائی ہے۔" یہ روایت کئی ایک محدثین کے یہاں نقل ہوئی مثلاً: ابوداوُدؒ، کتاب الطب، **باب ماجاء فی الرقی**، حدیث 3887۔ نسائیؒ، السنن الکبری، کتاب الطب، **باب رقية النمله**، حدیث 7501۔ حاکمؒ، المستدرک، **باب ذکر الشفاء بنت عبد الله القرشية رضی الله عنها**، حدیث 6888۔

محدثین کے یہاں حدیثِ شفا کا مقام

امام حاکمؒ حدیثِ شفا کو صحیح علی شرط الشیخین فرماتے ہیں اور امام ذہبیؒ ان کی موافقت کرکے "علی شرط البخاری و مسلم" کہتے ہیں۔ شعیب ارناؤوط نے مسند الامام احمد پر اپنی تعلیق میں اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہا ہے، اور البانی نے سنن ابی داوٗد پر اپنی تعلیق میں اس کی تصحیح کی ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ خواتین کو کتابت سکھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ انھیں کتابت سکھانا بہتر معلوم ہوا، کیونکہ آپ ﷺ نے شفاء رضی اللہ عنہا کو، جو بذاتِ خود کتابت جانتی تھی، سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو کتابت سکھانے کا باقاعدہ اقرار فرمایا اور تعلیمِ کتابت کی طرح "**رقية النملة**" سکھانے کا حکم بھی فرمایا۔ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی (م: 852ھ) فرماتے ہیں: کہ وہ قریشی خاتون ،ہجرت سے پہلے اسلام قبول کرچکی تھی ۔ ابتدائی ہجرت کرنے والوں میں سے تھیں۔عقل مند خواتین میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ ان کے ہاں دوپہر کو قیلولہ فرماتے تھے ۔ لکھناپڑھنا جانتی تھی اوراس نے حضرت حفصہؓ کو کتابت سکھائی تھی۔ان کے بیٹے کا نام سلیمان اور شوہر کا نام شرجیل بن حبیبؓ ہیں۔ ان کے پوتوں ،ابوبکر، عثمان اورام المؤمنین حفصہؓ نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔حضرت عمرؓ ان کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔جھاڑ پھونک اور تعویز میں ان کا "**رقية النمله**" مشہور ہے۔[24]

حدیثِ عائشہ بنت طلحہ

خواتین کے کتابت سیکھنے کے جواز سے متعلق ایک اہم حدیث عائشہ بنت طلحہ کی حدیث ہے، جو یوں بیان ہوئی ہے: **عن عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ وَأَنَا فِي حِجْرِهَا وَكَانَ النَّاسُ يَأْتُونَهَا مِنْ كُلِّ مِصْرٍ، فَكَانَ الشُّيُوخُ يَنْتَابُونِي لِمَكَانِي مِنْهَا، وَكَانَ الشَّبَابُ يَتَأَخَّوْنِي فَيُهْدُونَ إِلَيَّ، وَيَكْتُبُونَ إِلَيَّ مِنَ الْأَمْصَارِ، فَأَقُولُ لِعَائِشَةَ: يَا خَالَةُ، هَذَا كِتَابُ فُلَانٍ**

---

[23] "**رقية النمله**" سے مراد یہ ہے کہ ایک خاص قسم کے پھوڑے تھے جو لوگوں کے ایک طرف یا دونوں اطراف میں نکلا کرتے تھے۔ جھاڑ پھونک سے ٹھیک ہوجاتے تھے۔یہ جھاڑ پھونک سیدہ الشفاءؓ کو یاد تھی نبی کریم ﷺ نے اس کی اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ لکھائی کی طرح یہ بھی ام المؤمنین حضرت حفصہؓ کو سکھادیں۔(ابو سلیمان حمد بن محمد البستی المعروف بالخطابی ،معالم السنن شرح سنن ابی داوٗد (حلب: مطبع العلمیہ ،1932ء)،4: 227۔

[24] حافظ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ (بیروت: دارالجیل، 1992ء)، 7: 728۔

وَهَدِيَّتُهُ،فَتَقُولُ لِي عَائِشَةُ:أَيْ بُنَيَّةُ،فَأَجِيبِيهِ وَأَثِيبِيهِ،فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَكِ ثَوَابٌ أَعْطَيْتُكِ، فَقَالَتْ: فَتُعْطِينِي۔[25]" حضرت عائشہ بنت طلحہ فرماتی ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے کہا جب کہ میں ان کی پرورش میں تھی اور لوگ (تعلیمِ دین کے لئے) ہر شہر سے ان کے پاس آتے جاتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربت کی وجہ سے بزرگ حضرات مجھے اپنا نمائندہ بناتے اور جوان مجھے بہن بناتے اور مجھے ہدیہ دیتے تھے اور مختلف شہروں سے مجھے خط لکھتے تھے، تو میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہتی: خالہ جان! یہ فلاں کا خط اور ہدیہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے کہتی: ارے بیٹی! اس کو جواب دو اور کچھ بدلہ بھی دیدو، اور اگر تمھارے پاس بدلہ میں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے، تو میں تمھیں دے دوں گی، فرماتی ہیں کہ آپؓ مجھے (بدلہ) عطافرماتی۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا عائشہ بنت طلحہ کو کسی کے خط کا جواب دینے کا حکم دینا واضح طور پر اس کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کسی ایک دو دن یا ایک دو مرتبہ کی بات نہیں تھی بلکہ خط و کتابت کا یہ سلسلہ مسلسل جاری رہتا تھا۔ تیسری بات یہ ہے کہ یہ روایت بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے جیسا کہ "**منعِ النساء عن تعليم الكتابة**" ان سے مروی ہے، اور کسی بھی راوی کا اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرنا، اس روایت کے نسخ یا ضعف کی دلیل ہوتی ہے۔

کتابت جاننے والی صحابیات

امام بلاذریؒ (م:279ھ) نے ایسی پانچ خواتین کے نام سند کے ساتھ ذکر کیے ہیں، جو کتابت جانتی تھیں: [26]**حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ:** آپ جلیل القدر صحابیہ ہیں، جاہلیت سے کتابت جانتی تھیں۔ ہجرت سے پہلے اسلام قبول کیا۔ نبی کریم ﷺ کا ان کے ہاں آنا جانا رہتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ بھی ان کو بڑی عزت دیتے تھے۔[27] **ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا:** جلیل القدر اور نیک صحابیہ ہیں۔ مکہ مکرمہ ان کی جائے پیدایش ہے۔ حضرت خنیس بن حذافہ سہمیؓ کے نکاح میں تھیں، اسلام قبول کرنے کے بعد دونوں نے مدینہ منورہ ہجرت کی، حضرت خنیسؓ وہاں فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا اور آپ ﷺ کی زوجیت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے انہیں کتابت سکھائی تھی۔[28]**حضرت عائشہ بنت طلحہؒ:** سیدنا ابوبکرؓ کی نواسی یعنی حضرت ام کلثوم بنت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی ہیں اور ام المؤمنین عائشہؓ کی بھانجی ہیں۔ اپنے ماموں زاد عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی نکاح میں

---

[25] محمد بن اسماعیل بخاری، الادب المفرد (بیروت: دار البشائر اسلامیہ، 1989ء)، 1: 382۔

[26] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: بلاذری، فتوح البلدان، 1: 454۔

[27] عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، 8: 201؛ خیر الدین زرکلی، الاعلام (بیروت: دار العلم ملایین، 2002ء)، 3: 168۔

[28] عسقلانی، الاصابہ، 8: 85؛ زرکلی، الاعلام، 2: 264۔

تھی۔ لکھناپڑھنا جانتی تھی۔ اپنی خالہ جان عائشہؓ کے لئے خط وکتابت کرتی تھی۔[29] **حضرت ام کلثوم بنت عقبہؓ:** صحابیہ ہیں اور حضرت عثمانؓ کی ماں شریک بہن تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بعد سب سے پہلے ہجرت کی۔ مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کے متبنی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔[30] **حضرت عائشہ بنت سعد:** عائشہ کی صحابیت میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس میں فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس نام سے دو خواتین گزری ہیں، ایک صحابیہ جو کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی۔ اور ایک تابعیہ جو کہ امام مالکؒ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں شہرت یافتہ تھی۔[31] **کریمہ بنت مقدادؓ:** آپ ﷺ کی چچی زاد بہن حضرت ضباعۃ بنت زبیر بن عبد المطلب رضی اللہ عنہا اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ اپنی ماں سے روایت کی ہے۔[32]

خواتین کا کتابت سیکھنے سے متعلق محدثین اور فقہاے کرام کی رائے

امام شوکانیؒ نے حدیث شفاءؓ کے تحت فرمایا ہے کہ یہ حدیث خواتین کا کتابت سیکھنے کے لیے دلیل ہے۔[33] ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ حدیث شفاء اس بات پر دلیل ہے کہ خواتین کے لیے کتابت سیکھنا مکروہ نہیں ہے۔[34] امام خطابیؒ (م:388ھ) لکھتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ خواتین کے لیے کتابت سیکھنا مکروہ نہیں ہے۔[35] امام ابن القیمؒ (م:751ھ) فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے خواتین کو کتابت سکھانے کا جواز معلوم ہوا۔[36] **محمد بن مفلح حنبلی** (م:763ھ) نے "الاداب الشرعیہ والمنح المرعیہ" میں امام احمد بن حنبلؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ انھوں نے حدیث الشفاء کی روشنی میں فرمایا ہے: **هَذَا رُخْصَةٌ فِي تَعْلِيمِ النِّسَاءِ الْكِتَابَة**۔ اس کے علاوہ انہوں نے **"حديث النهي عن تعليم كتابة النساء"** کو غیر محفوظ کہا ہے۔[37] امام شمس الحق عظیم آبادیؒ نے بھی اس حدیث کے تحت یہی لکھا ہے کہ اس سے خواتین کو کتابت سکھانے کا جواز معلوم ہوا، انھوں نے صرف اس پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ خواتین کے کتابت سیکھنے کے

---

[29] محمد بن سعد البصری، الطبقات الکبری (بیروت: دار صادر، 1968ء)، 8: 467۔

[30] عسقلانی، الاصابہ، 8: 462؛ زرکلی، الاعلام، 5: 231۔

[31] عسقلانی، الاصابہ، 8: 235؛ زرکلی، الاعلام، 3: 240۔

[32] عسقلانی، الاصابہ، 8: 220۔

[33] محمد بن علی الشوکانی، نیل الاوطار (مصر: دار الحدیث، س ن)، 8: 1993، رقم الحدیث 3790۔

[34] ملا القاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح (بیروت: دار الفکر، 2002ء)، 7: 2884، رقم الحدیث: 4561۔

[35] ابو سلیمان احمد بن محمد المعروف بالخطابی، معالم السنن (حلب: مطبع العلمیۃ، 1932ء)، 4: 227۔

[36] محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزی، الطب النبوی (بیروت: دار الھلال، س ن)، 1: 137۔

[37] محمد بن مفلح المقدسی الحنبلی، الآداب الشرعیہ والمنح المرعیہ (بیروت: عالم الکتب، س ن)، 3: 296۔

جواز پر "**عقود الجمان فی جواز الكتابة للنسوان**"کے نام سے مستقل رسالہ لکھا ہے۔[38] اس طرح فتاویٰ ہندیہ میں حائضہ عورت اور جنبی مرد و عورت کے بارے میں لکھا گیا ہے: **وَيُكْرَهُ لِلْجُنُبِ وَالْحَائِضِ أَنْ يَكْتُبَاالْكِتَابَ الَّذِي فِي بَعْضِ سُطُورِهِ آيَةٌ مِنْ الْقُرْآنِ وَإِنْ كَانَالَايَقْرَآنِ الْقُرْآن**۔[39] "جنبی (مرد و عورت) اور حائضہ عورت کے لئے ایسی سطروں کا لکھنا مکروہ ہے جن میں قرآن کریم کا کچھ حصہ موجود ہو اگرچہ ان دونوں کے لئے قرآن کریم پڑھنا درست نہیں۔"اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لئے لکھائی کرنا جائز ہے تب ہی تو حالتِ حیض میں ایسی لکھائی کو مکروہ کہا گیا ہے بصورتِ دیگر اس عبارت کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ گویا عام حالات میں عورت کے لئے لکھنا منع نہیں ہے اور جب لکھنا منع نہیں تو لکھائی سیکھنا یا سکھانا بھی ممنوع نہیں۔اس طرح عبدالحمید الصنہاجی (م:1359ھ) نے مجالس التذکیر من حدیث البشیر النذیر میں، محمد بن صالح بن محمد العثیمین (م:1421ھ) نے المنتقی من فرائد الفوائد میں، شیخ الاسلام شہاب الدین ابن حجرالہیثمی (م:974ھ) نے الفتاوٰی الحدیثیہ میں عورتوں کے لئے کتابت سیکھنے کا جواز واضح فرمایا ہے۔اس طرح مشہور فقیہ صاحب البدائع والصنائع علامہ کاسانیؒ (م: 587ھ) کی زوجہ محترمہ اور ان کے استاد محترم امام محمد بن احمد سمرقندیؒ (م:539ھ) کی بیٹی فاطمہ کی لکھائی کا تو یہ عالم تھا کہ فتویٰ پر علامہ کاسانیؒ اور امام سمرقندیؒ کے علاوہ ان کا دستخط بھی ضروری ہوتا تھا۔اگر عورتوں کے لئے لکھنا ممنوع ہوتا تو اتنے بڑے لوگ کبھی بھی یہ جرم نہ کرتے۔[40] اس کے علاوہ بھی بیسیوں مثالیں ایسی موجود ہیں، جن سے خواتین کی کتابت کی تعلیم و تعلم کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

خلاصۂ بحث

خلاصہ یہ کہ خواتین کی تعلیمِ کتابت سے مانع روایت اس قابل نہیں ہے کہ ان سے تعلیم کتابت للنساء کے عدم جواز پر استدلال کیا جاسکے، کیونکہ ان کے اسناد کا دارومدار محمد بن ابراہیم شامی، جعفر بن نصر اور عبد الوہاب بن ضحاک پر ہے، جن کے بارے میں ائمہ محدثین نے واضع، متہم، متروک اور کذاب وغیرہ کے الفاظ سے استعمال کیے ہیں۔ نیز امام حاکمؒ کے علاوہ تمام ائمہ اس روایت کے ساقط الاعتبار ہونے پر متفق ہیں، اور امام حاکمؒ کے تساہل کے بارے میں امام ابن جوزیؒ نے تعجب کا اظہار کیا ہے۔ خواتین کے کتابت سیکھنے کے جواز پر الگ سے احادیث موجود ہیں، جن میں سے ایک روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے، جو کہ زیرِ بحث حدیث کی راویہ بھی ہیں۔اور امام بلاذریؒ نے اپنی سند

---

[38] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: محمد اشرف بن امیر عظیم آبادی، عون المعبود شرح سنن ابی داؤد (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1415ھ)، 10: 267۔

[39] لجنۃ علماء برئاسۃ نظام الدین البلخی، الفتاوی الہندیہ (بیروت: دار الفکر، 1310ھ)، 2: 55۔

[40] عبدالقادر بن محمد بن نصر اللہ القرشی، الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ (کراچی: میر محمد کتب خانہ، س ن)، 2: 278۔

سے پانچ ایسی خواتین کے نام ذکر کیے ہیں، جو کتابت جانتی تھیں، جن میں سے ایک ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت عمرؓ ہیں۔ لہٰذا حدیثِ منع اپنے ضعف کے سبب حدیث جواز کے ساتھ قابلِ معارضہ نہیں۔ اگر ڈالنا ہی ہو تو خواتین کے لیے منعِ کتابت کی حدیث کو کراہتِ تنزیہی کے درجے میں ڈالا جاسکتا ہے، جب ان سے فساد کا خطرہ ہو۔ لہٰذا حرمت یا کراہتِ تحریمی کا ثبوت اس سے بالکل نہیں نکل سکتا۔ اگر حدیثِ منعِ کتابت سے کراہتِ تحریمی یا حرمت کا ثبوت مان لیا جائے، تو عورتوں کو سورۃ النور سکھانے کا وجوب بھی ماننا پڑے گا، حالانکہ یہ کسی کے نزدیک بھی واجب نہیں۔ اور آخری بات کہ کئی جلیل القدر محدثین اور فقہاے کرام نے بھی خواتین کے لیے کتابت سیکھنے کے جواز کی تصریح کی ہے۔